قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 21/ جولائی 2022ء | 21/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 21/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:149

ارشادِ باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۳﴾

(اٰل عمران 93)

ترجمہ:۔ تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے! تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا، نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا گیا خزانہ مَیں پورا تجھے دوں گا اس دن جبکہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہو گا

(شعب الایمان کتاب الزکاۃ باب التحریض علی صدقۃ التطوع)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سایہ میں رہے گا

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر 17333)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

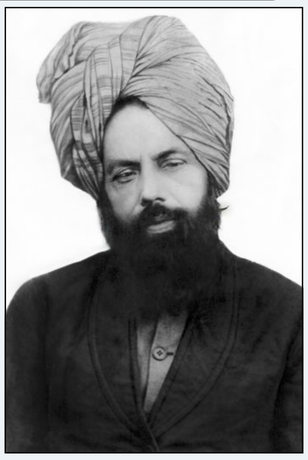

مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دُور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 498 ایڈیشن 1988ء)

• میں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں۔ اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خِسّت اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے۔ جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے ... جو ہمیں مدد دیتے ہیں آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 156)

• خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ ... لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

فرمان خلیفہ وقت

شرط یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال پاک مال ہو، پاک کمائی میں سے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اتنے اجر اگر لینے ہیں اور اپنے مال کے سائے میں رہنا ہے تو گند سے تو اللہ تعالیٰ ایسے اعلیٰ اجر نہیں دیا کرتا۔ اور جن کا مال گندہ ہو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے نہیں ہوتے اور اگر کہیں خرچ کر بھی دیں۔ اگر لاکھ روپیہ جیب میں ہے اور ایک روپیہ نکال کر دے بھی دیں گے تو پھر سو آدمیوں کو بتائیں گے کہ مَیں نے یہ نیکی کی ہے۔ لیکن نیک لوگ، دین کا درد رکھنے والے لوگ، جن کی کمائی پاک ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی بڑی قدر کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی۔ اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک بڑا جانور بن جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب الصدقۃ من کسب طیب)

آج جماعت میں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تکلیفیں اٹھا کر اپنی پاک کمائی میں سے جو قربانیاں کیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے اموال و نفوس میں بے انتہاء برکت ڈالی۔

(خطبہ جمعہ 9/ جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- اشکوں کا اِک سیلِ رواں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے (منظوم)
- The More You Press, More Will Rise
- حضرت سیدہ خدیجہؓ
- حضرت امام احمد بن حنبلؒ
- آؤ! اُردو سیکھیں

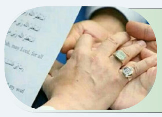

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کا معیار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

...یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کا معیار کیا تھا؟ تا کہ ہمارے معیار مزید اونچے اور بہتر ہوں۔ ایک دن آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، آپ آرام فرما رہے تھے، ایک مہمان آ گئے۔ آپ کو پیغام بھیجا گیا تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا ’’میں نے سوچا مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے۔ اس لئے مَیں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 163)

پس آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے ہمیں یہی معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جس مہمان نوازی کا آج ہمیں موقع دیا جا رہا ہے وہ نہ صرف مہمان ہیں بلکہ ایک دینی مقصد کے لئے سفر کر کے آنے والے مہمان ہیں۔ اس لئے آ رہے ہیں کہ جلسے کے تین دنوں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی باتیں سنیں گے۔ اس لئے آ رہے ہیں کہ اپنی روحانی اور دینی تربیت کے سامان کریں گے۔ اس لئے آ رہے ہیں کہ آپس میں پیار اور بھائی چارے اور محبت کی فضا کو قائم کریں گے۔ بہت سے مہمان ایسے بھی ہیں جو بڑی تکلیف اُٹھا کر آتے ہیں۔ بعض بڑے اچھے حالات میں اپنے گھروں میں رہنے والے یہاں آتے ہیں تو یہاں دنیاوی آسائش کے لحاظ سے ان دنوں میں تقریباً تنگی میں گزارہ کرتے ہیں لیکن پھر بھی آتے ہیں۔ بعض غریب مہمان ہیں وہ اپنے پر بوجھ ڈال کر دور دراز ملکوں سے صرف جلسے کی برکات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ خلیفۂ وقت سے ملنے اور اُس کی باتیں سننے کے شوق میں آتے ہیں۔ اب بیشک ایم ٹی اے نے دنیائے احمدیت کو بہت قریب کر دیا ہے لیکن پھر بھی جلسے کے ماحول کا اپنا ایک علیحدہ اور الگ اثر ہے۔

پس ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آج کل کونسی تکلیف ہے جو یہ مہمان اُٹھا رہے ہیں۔ بعض بڑی عمر کے ہیں جو مختلف عوارض کے باوجود تکلیف اُٹھاتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ بعض جیسا کہ مَیں نے کہا، اپنے گھر کی آسائشوں کو چھوڑ کر دین کی خاطر سفر کرتے ہیں، مارکی میں سوتے ہیں اور سادہ کھانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پس ایسے مہمانوں کا ہم پر بہت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایسے مہمانوں کی ہوتی ہے جو صرف اور صرف جلسے کی غرض سے آتے ہیں اور اب تو سفر کے اخراجات بھی بہت بڑھ گئے ہیں لیکن خرچ کرتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے۔ پس ان مہمانوں کا یہ احترام کرنا ہم پر فرض ہے۔ یہ بہت ہی قابلِ احترام مہمان ہیں جن کی نیت اللہ اور رسول کی رضا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور موقع پر مہمانوں کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

’’دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو...‘‘ فرمایا ’’تم پر میرا حسنِ ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 492)

پس جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور دینی غرض سے آئے ہیں، جن کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے تو ان کے لئے پھر ہمیں ایک توجہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ ظن کا پاس کرنے اور خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور ہر مہمان کے لئے خدمت کا جذبہ ہمارے دل میں ہونا چاہئے۔ اور دل میں ہمیشہ یہ خیال رہنا چاہئے کہ مہمان کا حق ہوتا ہے۔ جہاں جہاں ہماری ڈیوٹیاں ہیں ہم نے اس حق کے ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہر کارکن اور ہر ڈیوٹی دینے والے کے دل میں یہ ہونا چاہئے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ ظن پر پورا اتریں۔ ہم یہ کہنے کے قابل ہوں کہ اے خدا کے مسیح! اور اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق! تیری ہر نصیحت پر ہم آج بھی عمل کرنے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اشکوں کا اِک سیلِ رواں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

اشکوں کا اِک سیلِ رواں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے
نام کسی کا وِردِ زباں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

میری تو بن آئی ہے یارو! جب سے اُس کو دیکھا ہے
اُس کا بھی میری اَور دھیاں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

گرتے پڑتے دشتِ جنوں میں آج جہاں تک پہنچے ہیں
لگتا ہے یہی اپنا جہاں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

آنا میرا اِس بستی میں منزل کی معراج سہی
ساتھ ہجومِ تشنہ لباں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

دِل کی بات زباں پر لا کر ناحق ہی بدنام ہوئے
کھلنے کو اب رازِ نہاں ہے، اِس کو کہاں تک روکو گے

عبدالشکور کلیولینڈ، اوہائیو

دعا کا تحفہ

شرحِ صدر، سہولت امر اور زبان میں تاثیر پیدا ہونے کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب دربارِ فرعون میں جا کر فرمانِ الٰہی پہنچانے کا حکم ہوا تو انہوں نے یہ دعا کی۔

حضرت اسماءؓ بنت عمیس بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ کو ثبیر پہاڑ کے دامن میں یہی دعا کرتے دیکھا۔ آپؐ بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے تھے کہ مولیٰ میں تجھ سے وہی دعا مانگتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے مانگی۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 4 صفحہ 295)

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۷﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۸﴾ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۹﴾

(طٰہٰ: 26-29)

اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے۔ اور جو مجھ پر فرض ڈالا گیا ہے اس کو پورا کرنا میرے لئے آسان کر دے۔ اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اسے بھی کھول دے۔ (حتّٰی کہ) لوگ میری بات آسانی سے سمجھنے لگیں۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 21)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

اداریہ

The More You Press, More Will Rise

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہونے والے لقب سلطان القلم کے عین مطابق آپؑ نے قلم کے ہتھیار سے قوموں کے دل جیتے اور ان کی صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی۔حضرت اقدسؑ کی ہر تحریر اور اس میں جڑے ہوئے ہر لفظ پُر معارف اور پُر اثر ہیں۔ہم جب آپ کے علم کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو کرتے چلے جاتے ہیں، چھوڑنے کو دل ہی نہیں کرتا۔گزشتہ دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے ایک فقرہ ''مخالفتِ نفس بھی ایک عبادت ہے'' پر قلم آزمائی کا اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو موقع دیا۔اس کے لئے جب خاکسار نے ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کیا تو روحانی جماعتوں کی مخالفت، اس کے للّٰہی جماعتوں کے لئے اچھے نتائج اور ترقیات کے حوالہ سے بہت سے اور ارشادات بھی نظروں سے گزرے۔ان میں سے بعض ارشادات تو دو اور دو، چار کی طرح پاکستان میں مخالفین کی طرف سے احمدیت کی ہونے والی مخالفت اور اٹھنے والی فتنہ پرور ہواؤں اور ان کے مقابل پر جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضال و انعامات کی بارشیں برستی اور ان کے نتیجہ میں جماعت کی عالمی ترقیات پر لاگو ہوتے نظر آئے۔گو اس سے قبل بھی اس موضوع پر خاکسار کئی دفعہ قلم آزمائی کر چکا ہے۔تاہم اس دفعہ نئے زاویہ سے اپنے بیان کو سجانے کی کوشش ہو گی۔ وباللّٰہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ

(العنکبوت:3)

ترجمہ: کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں، یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

مادی اور روحانی دنیا میں انسان کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اور اگر اس مخالفت کو دونوں میدانوں میں وہ برداشت کر لیتا ہے، اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتا تو وہ کامیابی حاصل کرتا ہے۔

*ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ سونے کے بکھرے ہوئے ذرات کو جب تیز آتش میں ڈالا جاتا ہے تو وہ کندن بن کر نکلتا ہے ورنہ ریت کے ذرات کے ساتھ سونے کے یہ ذرات اپنی اصلیت کی پہچان بھی نہیں کروا سکتے۔پھر ہم دیکھتے ہیں کہ سنار جب سونے کو بھٹی میں ڈالتا ہے تو ایسے زیورات تیار ہوتے ہیں جو نسوانی گلے، کلائیوں اور ہاتھوں کی زینت بن کر خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔

*ہیرا، دیگر پتھروں میں مدغم، اپنے وجود کی پہچان بھی نہیں کرا سکتا مگر جب اس پتھر کو ہیرے سے بنے تیز دھار آلہ (کہتے ہیں کہ ہیرا ہی ہیرے کو کاٹتا ہے) سے کاٹا اور تراشا جاتا ہے تو اس میں ایسی چمک و دمک آجاتی ہے کہ جب اس پر روشنی پڑتی ہے تو مختلف لہروں میں کئی رنگوں کی شعاعیں چھلکتی نظر آتی ہیں جو آنکھوں کو خیرہ کرتی ہیں اور یہی ہیرے جب زیورات میں جڑے جاتے ہیں تو انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔

*انگلش کا ایک محاورہ خاکسار اپنے آرٹیکلز میں کثرت سے استعمال کرتا ہے وہ بھی ان معنوں پر ایک نئی شان سے اطلاق پاتا ہے۔آیئے پڑھتے ہیں اور وہ یہ ہے

The More You Press,More Will Rise

کہ کسی چیز کو اگر آپ جبراً دبائیں تو وہ پہلے سے بڑھ کر اوپر کو نکلتی ہے۔آپ اس پر نگ کی مثال دے سکتے ہیں۔ میں عموماً سات ربڑی گیند (Tennis Ball) کی مثال دیا کرتا ہوں کہ جتنی طاقت اور زور سے نیچے زمین پر اسے مارو گے وہ زمین سے ٹکرا کر اس سے کہیں زیادہ طاقت اور زور سے آسمان کی طرف جائے گا۔عام زمین کی نسبت پکے فرش پر زیادہ زور سے ضرب لگتی ہے تو اس کی اچھال بھی زیادہ ہوتی ہے۔

*پرانے وقتوں میں ہم دھوبی کو دیکھا کرتے تھے کہ وہ گندے اور میلے کچیلے کپڑوں کو پتھر کی سِل پر زور زور سے مارتا تھا تو میل و دنس اندر سے نکل جاتی تھی اور کپڑے نکھر کر اصل رنگ میں آجاتے تھے۔آج کل واشنگ مشینیں یہی کام کرتی ہیں۔

*اس سلسلہ میں بہت مثالیں دی جاسکتی ہیں۔لیکن طوالت سے بچتے ہوئے ایک ایسی مثال اس مضمون کی مطابقت سے دینا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی۔اس کا میرے الفاظ میں مفہوم کچھ یوں ہے کہ

ایک لیمپ میں پانی ملا تیل جل رہا تھا۔تیل پانی کے اوپر تھا۔ان دونوں میں ہلکا سا جھگڑا اس بات پر ہو گیا کہ پانی تیل سے بولا کہ میں تم سے پاک صاف ہوں۔وضو کے کام آتا ہوں۔لوگ نہا دھو کر اپنے آپ کو صاف کرتے ہیں۔میں تم سے نیچے کیوں ہوں۔میرا مقام تو تم سے بالا ہونا چاہیئے۔اللہ تعالیٰ نے تیل کو زبان دی اور وہ یوں گویا ہوا کہ اے پانی! میں چھوٹا سا سرسوں کا بیج تھا مجھے زمین میں بکھیر دیا گیا۔میرے کچھ ساتھیوں کو پرندے چُگ گئے۔کچھ کو کیڑے مکوڑے کھا گئے اور میں کچھ ساتھیوں کے ساتھ چلچلاتی دھوپ میں پڑا رہا اور میں بچا رہا۔ہواؤں کے زور دار تھپیڑوں اور تیز شعاعوں میں پلا اور بڑا ہوا۔پھر ایک مدت کے بعد پکنے پر مجھے کاٹ کر دھوپ میں سکھانے کے لئے بچھا دیا گیا۔پھر مجھ کولہو میں ڈالا گیا اور رگڑا دیا گیا۔اس پر بھی مشکلات بس نہیں ہوئیں بلکہ مجھے آگ لگا دی گئی تیل نے پانی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔اور اب میں تمہارے سامنے جل رہا ہوں۔کیا اب بھی میرا حق نہیں کہ میں تمہارے اوپر آسکوں؟

مندرجہ بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اندرونی و بیرونی طور پر صاف رکھنے اور دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالنا ضروری ہے یا لوگوں کی طرف سے دی گئی تکالیف اور مشکلات کو بشاشت سے سہنا درست ہے۔کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

نبی کی مخالفت کیوں ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اس پر رہتا ہے تو پھر اسے اس کے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔وہ اس کے خلاف نہیں سُن سکتا بلکہ خلاف سُننے پر وہ خون تک کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے۔اس لئے میں جو کچھ کہتا ہوں اس کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جمے ہوئے خیال کو یہ لوگ چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 293 ایڈیشن 1984ء)

مخالفت روحانی جماعتوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار مخالفت کو کھاد سے تشبیہ دی ہے۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے لئے روڑی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ہمارا اکثر روڑی، کھاد کے قریب سے گزر ہوتا ہے بلکہ آج کل جو کیمیکل کھادیں بھی تیار کی جاتی ہیں ان سب میں بدبو ہوتی ہے۔برصغیر پاک و ہند میں سڑکوں پر پھیلی گندگی یا روڑی کے قریب سے گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہم اپنی ناک پر کپڑا یا رومال رکھ کر گزرتے ہیں کیونکہ یہ ناپاک، گندی اور بدبودار ہوتی ہیں لیکن اسی کھاد یا روڑی کو جب پھولوں اور پھلدار پودوں کو دیتے ہیں تو اس سے پودے، درخت اور پھل پھول بڑھتے، پھیلتے پھولتے اور پھول پھل اور سبزیاں دیتے ہیں۔

اسی طرح روحانی جماعتوں کی مخالفت کو بھی بدبودار روڑی سے تشبیہ دے کر بتایا گیا کہ مخالفین کی طرف سے جب یہ روحانی باغ میں لگے پھولوں، درختوں اور پودوں کو ملتی ہے تو وہ روحانی پھول، پودے بھی بڑھتے ہیں اور خوش ذائقہ، رسیلے پھل اور خوشنما، خوشبودار پھول لاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دیکھو کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔پانی ہے۔بیج ہے۔مگر پھر بھی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے جو سخت ناپاک ہوتی ہے۔پس اسی طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندی مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 370 ایڈیشن 1984ء)

مخالفت مفید ہوتی ہے

آپؑ فرماتے ہیں:

''مخالفت سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ اس سے فائدہ ہوتا ہے۔یہی قدیم سے سُنت چلی آتی ہے۔جب کبھی کوئی نبی پیدا ہوتا ہے لوگ اس کی مخالفت شروع کرتے ہیں۔سبّ و شتم سے کام لیتے ہیں۔اسی ضمن میں کتابوں کے دیکھنے اور صحیح حالات کے سننے اور معلوم کرنے کا بھی ان کو موقعہ مل جاتا ہے۔دنیا کے کیڑے جو اپنے دنیاوی کاموں میں مستغرق ہوتے ہیں ان کو فرصت ہی کہاں ہے کہ دینی امور کی طرف متوجہ ہوں۔لیکن مخالفت کے سبب ان کو بھی غور و فکر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور ان کے شور و غل کے سبب دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ اصل میں بات کیا ہے۔کئی لوگوں کے ہمارے پاس خطوط آئے کہ مولوی محمد حسین یا مولوی ثناء اللہ وغیرہ کا انہوں نے نام لیا کہ ان کی مخالفانہ تحریریں اور کتب پڑھ کر ہمیں اس طرف خیال ہوا کہ آخر مرزا صاحب کی تحریر بھی

منگوا کر دیکھنی چاہیئے اور جب آپ کی کتاب پڑھی تو اس کو رُوحانیت سے پُر پایا۔ اور حق ہم پر کھل گیا۔

جب انسان توجہ کرتا ہے تو اس کا دلی انصاف خود اُسے ملزم کرتا ہے جہاں مخالفت کی آگ بھڑکتی ہے اور شور اٹھتا ہے اس جگہ ایک جماعت پیدا ہو جاتی ہے۔ انبیاء سے پہلے تمام لوگ نیک و بد بھائی بھائی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ نبی کے آنے سے ان کے درمیان ایک تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ سعید لوگ الگ ہو جاتے ہیں اور شقی الگ ہو جاتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخالفین کو یہ کلمہ نہ سناتے کہ

اِنَّکُمۡ وَمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ

(الانبیاء:99)

تم اور تمہارے معبود جہنم کے لائق ہیں تو کفّار ایسی مخالفت نہ کرتے مگر اپنے معبودوں کے حق میں ایسے کلمات سن کر وہ جوش میں آ گئے۔ پنجاب میں سب سے زیادہ مخالفت ہوئی اور اسی جگہ خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ جماعت بھی بنائی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے لوگ امتِ واحدہ ہوتے ہیں پھر نبی کے آنے سے ان میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو مباہلہ کیا تھا۔ اور آخری دُعا کی تھی کہ اے خدا جس نے ملک میں فساد پیدا کر رکھا ہے اور قطع رحم کرتا ہے آج اس کو ہلاک کر دے جس کے نتیجہ میں وہ خود ہلاک ہوا۔ اس کی دعا سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ملک کی کیا حالت ہوگئی تھی اور باہمی فساد کو کفار کس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جب شور اٹھتا ہے تو ایسے آدمی بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو انصاف کی پابندی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ مخالفین انبیاء کی عادت ہے کہ رسم و عادت کی پیروی کرتے ہوئے ایک بات پر اَڑ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے امید منقطع کر کے اسی پر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم اسی پر مَر جائیں گے خواہ کچھ ہی ہو۔ مگر خدا تعالیٰ انہی لوگوں میں سے سعید الفطرت انسان بھی پیدا کر دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 2-3 ایڈیشن 1984)

روحانی جماعتوں کی مخالفت، خدا کی مخالفت ہوتی ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’ہمارے مخالف جو ہمارے ساتھ لڑائی کرتے ہیں دراصل ہمارے ساتھ لڑائی نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اور کون ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ لڑائی میں کامیاب ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 280 ایڈیشن 1984)

پھر فرمایا:

’’یاد رکھو جو مجھ سے مقابلہ کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں بلکہ اس سے مقابلہ کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اگر ادنیٰ چپڑاسی کی ہتک کی جائے اور اس کی بات نہ مانی جائے تو گورنمنٹ سے ہتک کرنے والے یا نہ ماننے والے کو سزا ملتی ہے اور باز پُرس ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کی بے عزّتی کرنا اس کی بات کی پروا نہ کرنا کیونکر خالی جا سکتا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں تو یونہی بگڑ جائے گا خواہ کوئی اس کی مخالفت کرے یا نہ کرے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی (طٰہٰ:62) اور فرمایا مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا (الانعام:22) اور وہ شخص جو رات کو ایک بات بناتا اور دن کو لوگوں کو بتاتا اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے ایسا کہا ہے وہ کیونکر بامراد اور بارگ وبار ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿۴۵﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۴۶﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۴۷﴾ (الحاقہ:45-47) جب ایک ایسے عظیم الشان انسان کے واسطے ایسا فرمان ہے تو پھر ادنیٰ انسان کے واسطے تو چھوٹی سی چُھری کی ضرورت تھی اور کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 425-426 ایڈیشن 1984)

اس مضمون کی تفصیل میں بہت سے ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کے ملتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ فرماتے ہیں۔

’’یہ بیہودہ باتیں نہیں ہیں بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ جاری ہوا ہے یہی قانون چلا آیا ہے۔ قبل از وقت ابتلاء ضرور آتے ہیں تا کچوں اور پکوں میں امتیاز ہو اور مومنوں اور منافقوں میں بیّن فرق نمودار ہو اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:3) یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر نجات پا جائیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کا کوئی امتحان نہ ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی امتحان اور آزمائش کا سلسلہ موجود ہے جب دنیاوی نظام میں یہ نظیر موجود ہے تو روحانی عالم میں یہ کیوں نہ ہو؟ بغیر امتحان اور آزمائش کے حقیقت نہیں کھلتی آزمائش کے لفظ سے یہ کبھی دھوکا نہ کھانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو جو عالم الغیب اور یَعۡلَمُ السِّرَّ وَالۡخَفِیَّ ہے امتحان یا آزمائش کی ضرورت ہے اور بدوں امتحان اور آزمائش کے اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا ایسا خیال کرنا نہ صرف غلطی بلکہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان صفات کا انکار ہے۔ امتحان یا آزمائش سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ تا حقائق مخفیہ کا اظہار ہو جاوے اور شخص زیر امتحان پر اس کی حقیقتِ ایمان منکشف ہو کر اسے معلوم ہو جاوے کہ وہ کہاں تک اللہ کے ساتھ صدق، اخلاص اور وفا رکھتا ہے اور ایسا ہی دوسرے لوگوں کو اس کی خوبیوں پر اطلاع ملے۔

پس یہ خیال باطل ہے اگر کوئی کرے کہ اللہ تعالیٰ جو امتحان کرتا ہے تو اس سے پایا جاتا ہے اس کو علم نہیں اس کو تو ذرّہ ذرّہ کا علم ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایک آدمی کی ایمانی کیفیتوں کے اظہار کے لئے اس پر ابتلاء آویں اور وہ امتحان کی چکی میں پیسا جاوے کسی نے کیا اچھا کہا ہے

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

(یعنی ہر آزمائش جو خدا نے اس قوم کے لئے مقدر کی ہے اس کے نیچے رحمتوں کا خزانہ چھپا رکھا ہے۔ ناقل)

ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے بغیر اس کے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کے لئے یہ ابتلا جو مسیح کی آمد کا ابتلا تھا بہت ہی بڑا تھا اور جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے ضرور ہے کہ ابتلاؤں کو لے کر آوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی توریت میں مثیلِ موسیٰ والی موجود ہے لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے پورا نام لے کر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دے دیا کہ وہ عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوگا اور اسماعیلی سلسلہ میں ہوگا تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہہ دیا؟ اصل بات یہ کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان، ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھ کر بتا دے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھ کر کہہ دے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے تو کیا لوگ اس پر ہنسیں گے نہیں؟ یہی حال خدا تعالیٰ کے رسولوں اور نبیوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں اور اوّل المومنین ٹھہرتے ہیں ان کے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن جب ان کا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور ان کی ترقی کا دریا بہہ نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 255-256 ایڈیشن 2016ء)

*ایک بار پھر اپنے مضمون کے ابتدائیہ حصہ کی طرف لوٹتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک طویل ارشاد کا خلاصہ پیش ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’دنیا کی وضع ہی ایسی بنی ہے اس میں مصائب کا آنا ضروری ہے۔۔۔ دنیا میں جسقدر آدمی گزرے ہیں ان میں سے کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس پر کبھی کوئی مصیبت وارد نہیں ہوئی۔۔۔ دین کی راہ میں دو قسم کی تکلیفیں ہیں۔ ایک تکالیف شرعیہ جیسا کہ نماز ہے روزہ ہے حج ہے اور زکوٰۃ ہے۔۔۔ یہ سب تکالیف شرعیہ ہیں۔ اور انسان کے واسطے موجب ثواب ہیں اس کا قدم خدا کی طرف بڑھاتی ہیں۔ لیکن ان سب میں انسان کو ایک وسعت دی گئی ہے اور وہ اپنے آرام کی راہ تلاش کر لیتا ہے۔۔۔ لیکن تکالیف سماوی جو آسمان سے اترتی ہیں اُن میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔ اور بہر حال برداشت کرنی پڑتی ہیں۔۔۔ ہر دو قسم کی تکلیف شرعی اور سماوی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ الٓمّٓ ﴿۲﴾ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳﴾ (البقرہ:2-3) یعنی مومن وہ ہے جو خدا تعالیٰ پر غیب سے ایمان لاتے ہیں۔ اپنی نماز کو کھڑا کرتے ہیں۔۔۔ خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تکالیف شرعیہ ہیں مگر ان پر پورے طور سے بھروسہ حصول ثواب کا نہیں ہو سکتا کیونکہ بہت سی باتوں میں انسان غفلت کرتا ہے۔۔۔

اس واسطے انسانی مدارج کی ترقی کے واسطے سماوی تکالیف بھی رکھی گئی ہیں۔ ان کا ذکر بھی خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ جہاں فرمایا وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ ۟ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾ (البقرہ:156-158) یہ وہ مصائب ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہے۔ یہ ایک آزمائش ہے جس میں کبھی تو انسان پر ایک بھارے درجہ کا ڈر لاحق ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اس خوف میں ہوتا ہے کہ شائد اب معاملہ بالکل بگڑ جائے۔۔۔ لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ جب کسی پر صدمہ سخت ہو اور وہ صبر کرے تو جتنا صدمہ ہو اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم غفور اور ستار ہے۔ وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر دین سے الگ ہو جائے بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہیں کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔ صوفیا کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔۔۔

انبیاء اور رُسل کو جو بڑے بڑے مقام ملتے ہیں وہ ایسی معمولی باتوں سے نہیں مل جاتے جو نرمی سے اور آسانی سے پُوری ہو جائیں بلکہ ان پر بھاری ابتلاء اور امتحان وارد ہوئے جن میں وہ صبر اور استقلال کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بڑے بڑے درجات نصیب ہوئے۔۔۔ درحقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق

ہوتا ہے جبکہ اس پر کوئی مصیبت وارد ہو جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح نری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہوسکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے۔

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اول حملہ عشق کا شیر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جس قدر انبیاء اور رسُول اور صدیق گزرے ہیں اُن میں سے کسی نے معمولی امور سے ترقی نہیں پائی بلکہ ان کے مدارج کا راز اس بات میں تھا کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت تامہ کی مومن کی ساری اولاد ذبح کر دی جائے اور اس کے سوائے بھی اس پر تکالیف پڑیں تب بھی وہ بہرحال قدم آگے بڑھاتا ہے۔

۔۔۔مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے ہیں۔ کوئی ان سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنے والے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اپنے رسول کو خطاب کیا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے وہ جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ ہمارا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا ہے ہم اس کی امانت ہیں اور اسی کے پاس جانا ہے۔ ایسے لوگوں کے واسطے بشارت ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خاص بشارت ملتی ہے وہ نماز روزہ زکوٰۃ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ نماز کماحقہ ادا ہو جاوے تو بہت عمدہ شئے ہے مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشانہ لگتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے اور اسی سے ہدایت اور رستگاری حاصل ہوتی ہے۔

۔۔۔مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ صرف صبر کرنے والا نہ ہو بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ مصیبت پر راضی ہو۔ خدا کی رضا کے ساتھ اپنی رضا ملا لے۔ یہی مقام اعلیٰ ہے۔ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنا چاہئے۔ مُنعم کو نعمتوں پر مقدم رکھو۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ شکوہ شروع کرتے ہیں گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہیں۔۔۔

یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہو تو اُسے ڈرنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھ کر اس پر کوئی مصیبت گرے۔ کیونکہ دنیا دارالمصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ اکثر مصائب متنبّہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 82-88 ایڈیشن 1984ء)

پس جماعت احمدیہ اپنی محدود تعداد، محدود وسائل کے باوجود اسلام کے نام سے دنیا بھر جو پہچانی جاتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یورپ اور افریقہ میں اسلام کی نمائندہ جماعت، جماعت احمدیہ سمجھی اور پہچانی جاتی ہے۔ دنیا بھر میں ہزاروں کی تعداد میں اللہ کے گھر کا قیام، 80 سے زائد قرآن کریم کے تراجم، اسلامی لٹریچر کے ذریعہ اسلام کا پیغام، مبلغین اور داعیان الی اللہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانا نیز ایم ٹی اے کے ذریعہ گھر گھر آسمان سے روحانی مائدہ کی صورت میں اپنوں کی تعلیم و تربیت اور غیروں کو پیغام حق پہنچانا، یہ ایسی کامیابیاں ہیں جو منہ بولتی تصویریں ہیں کہ جماعت احمدیہ باوجود انٹرنیشنل مخالفت کے بڑھتی اور پھیلتی جارہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''میں نے کل سوچا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ جب کوئی صادق خدا کی طرف سے آتا ہے تو اس کو لوگ کتوں کی طرح کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ اس کی جان، اس کا مال، اس کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتے ہیں۔ مقدمات میں اس کو کھینچتے ہیں۔ گورنمنٹ کو اس سے بدظن کرتے ہیں غرض ہر طرح سے جس طرح ان سے بن پڑتا ہے اور تکلیف پہنچا سکتے ہیں اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔ ہر پہلو سے اس کے استیصال کرنے پر آمادہ اور ہر ایک کمان سے اس پر تیر مارنے کو کمربستہ ہوتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ذبح کر دیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ کر دیں۔ ادھر تو یہ جوش اٹھتا ہے مگر دوسری طرف اس کے پاس ہزار در ہزار لوگ آتے ہیں۔ شرک و بدعت میں مبتلا ہوتے اور حق اللہ انسان کو دیا جاتا ہے مگر ان مولویوں کو اس امر کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں کنجر اور لنگوٹی پوش فقیر بنتے اور خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو قتل اور کفر کا فتویٰ کوئی نہیں دیتا ان کی ہر حرکت بدعت اور شرک سے پُر ہوتی ہے۔ ان کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا جو سراسر اسلام کے خلاف نہ ہو۔ مگر ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔ ان کے لئے کسی دل میں جوش نہیں اٹھتا غرض اس میں مَیں سوچتا تھا کہ کیا حکمت ہے تو میری سمجھ میں آیا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ صادق کا ایک معجزہ ظاہر کرے کہ باوجود اس قسم کی ممانعت کے اور دشمن کے تیر وتبر چلانے کے صادق بچایا جاتا اور اس کی روز افزوں ترقی کی جاتی ہے خدا کا ہاتھ اسے بچاتا اور اس کو شاداب و سرسبز کرتا ہے۔ خدا کی غیرت نہیں چاہتی کہ کاذب کو بھی اس معجزہ میں شریک کرے۔ اسی واسطے اس کی طرف سے دنیا کے دلوں کو بے پرواہ کر دیتا ہے۔ گویا اس جھوٹے کی کسی کو یہ پرواہ نہیں ہوتی۔ اس کا وجود دلوں کو تحریک نہیں دے سکتا۔ مگر برخلاف اس کے صادق کا وجود تباہ ہونے والے دلوں کو بے قرار اور بے چین کر کے ایک رنگ میں ایک طرح سے بے خبر کر دیتا ہے اور ان کے دل بے قرار ہوتے ہیں۔ کیونکہ دل اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمارا کاروبار تباہ کرنے آیا ہے۔ اس واسطے نہایت اضطراب کی وجہ سے اس کے ہلاک کرنے کو اپنے تمام ہتھیاروں سے دوڑتے ہیں مگر اس کا خدا خود محافظ ہوتا ہے۔ خدا خود اس کے واسطے طاعون کی طرح واعظ بھیجتا اور اس کے دشمنوں کے واعظوں پر اسے غلبہ دیتا ہے۔ وہ خدا کے واعظ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اب دیکھے کہ اتنے لوگ جو ہر جمعہ کو جن کی نوبت اکثر پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتی ہے ان کو کون بیعت کے لئے لاتا ہے؟ یہی طاعون کا ڈنڈا ہے جو ان کو ڈرا کر ہماری طرف لے آتا ہے ورنہ کب جاگنے والے تھے اسی فرشتہ نے ان کو جگایا ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 245-246 ایڈیشن 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہم کو ہر دم اپنے فضل وکرم کے نظارے دکھاتا چلا جائے اور اللہ کی بے شمار فتوحات ہم کو نصیب ہوں کہ مخالفوں کے لئے اس کے جواب میں ناخن چبانے کے علاوہ کچھ کام نہ بچے۔

(ابو سعید)

حاصل مطالعہ

پاکستان میں عید پر جانوروں کی قربانی کرنے والے تین احمدی گرفتار

پاکستان میں عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرنے پر احمدیہ برادری کے تین افراد کی گرفتاری کے ایک حالیہ واقعے نے ایک بار پھر اقلیتوں کے خلاف ڈھائے جانے والے مظالم اور ملک میں ان کے لئے نفرت کی جڑوں کی گہرائیوں کو اجاگر کر دیا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق احمدیہ کمیونٹی کے تین افراد کو اتوار کے روز عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی کرنے پر گرفتار کیا گیا تھا جب پانچ افراد کے خلاف "مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے" کے الزام میں ایف آئی آر درج کی گئی تھی۔ ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ شکایت کنندگان عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد ایک مسجد میں موجود تھے جب انہیں مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ احمدی برادری کے رہائشی اپنے گھروں کے اندر جانوروں کی قربانی کر رہے ہیں۔ اس کے بعد شکایت کنندگان علاقے میں پہنچے اور قریبی مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر دیکھا کہ احمدی برادری کے افراد ایک جگہ بکرے کی قربانی کر رہے ہیں جبکہ دیگر افراد دوسرے جانور کا گوشت دوسری جگہ کاٹ رہے ہیں۔ اس نے مزید کہا، اس سے شکایت کنندگان اور دیگر مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور [شکایت کنندگان] نے ایک ویڈیو ریکارڈ کی جسے ثبوت کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ شکایت کنندگان نے رپورٹ میں کہا کہ اسلامی عقائد کے مطابق رسم ادا کر کے اور احمدی ہونے کے باوجود خود کو مسلمان ظاہر کر کے، انہوں نے مسلم امہ کے عقیدے کے مطابق ایک قابلِ سزا جرم کا ارتقاب کیا ہے، اور اس سے مسلمانوں کے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچی ہے۔ خبروں کے مطابق پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 298۔C کے تحت پانچ افراد کے خلاف ٹھیکری والا کے فیصل آباد تھانے میں ایف آئی آر درج کی گئی۔

(12 جولائی 2022ء روزنامہ کے۔ بی۔ ین، ٹائمز گلبرگہ کرناٹک انڈیا)

مرسلہ: محمد عمر تماپوری۔ بھارت

عطیۃ الباری غنی۔ امریکہ

حضرت سیدہ خدیجہؓ

پیارے آقا و مولا سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین خاتون کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''موسوی امت کی بہترین خاتون مریم تھیں جو آلِ عمران میں سے تھیں اور اس امت کی بہترین خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں۔'' (صحیح بخاری) حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک متقی، پرہیز گار، صابر و قناعت پسند خاتون تھیں۔ آپ کو اپنے خالق سے بے پناہ محبّت تھی۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکی پاکیزگی اور تقدیس کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول رہتیں۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ اعمال بجالاتیں۔

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 555 عیسوی میں قریش کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد کا نام خویلد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔آپ کا شجرہ نسب تیسری پیڑی پر رسول اللہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والدمشہور اور امیر تاجر تھے۔ آپ شروع سے ہی ہمدرد، غریب پرور، اور بلند اخلاق کی مالک تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سن بلوغت میں آپ طاہرہ (پاکیزہ) کے لقب سے جانی جاتی تھیں۔

آپ کا نکاح ابو ہالہ سے ہوا جن سے آپ کے تین بچے پیدا ہوئے۔ آپ کے شوہر ابو ہالہ جوانی میں ہی وفات پا گئے۔ پھر آپ کا نکاح عتیق بن عایذ سے ہوا اور انکی بھی جلد ہی وفات ہوگئی۔ اسی سال آپ کے والد بھی وفات ہوئی۔ اور آپ پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ آپ کے والد تجارت کیا کرتے تھے انکی وفات کے بعد ساری ذمہ داری حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آن پڑی۔ آپ نے یہ ذمہ داری خوب فراست اور بصارت سے ادا کی۔

آپ سنجیدہ مزاج، ذہین، فیاض اور غمگسار خاتون تھیں۔ اس دور میں جب ملک عرب میں ہمدردی اور شفقت کا فقدان تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مال کا وافر حصّہ بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حقوق العباد کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ ''کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھادے'' (البقرہ:246) اسی وعدہ کے تحت اللہ تعالیٰ نے انکی نیکیوں کے بدلے انکو بے انتہا اور بے حساب مال سے نوازا۔ اور یوں عرب میں آپ ایک مالدار، سخی، اور نیک عورت کے نام سے مشہور ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جیسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت داری کا علم ہوا تو جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مال دے کر تجارت کی غرض سے روانہ کر دیا۔ جس کے بعد اپنی سہیلی کے توسط سے شادی کا پیغام بھجوایا۔حضرت ابو طالب نے رشتہ قبول کرتے ہوئے اپنے بھتیجے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح چار سو درہم حق مہر پر پڑھایا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول)

رسول اللہ کے حلقہ زوجیت میں آنے کے بعد آپ نے اپنا سب کچھ، مال، جائداد اور غلام پیغمبر خدا کے سپرد کر دیا۔ آپ نے یہ انتظار نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پوچھیں بلکہ انکے جذبات اور احساسات کا خیال کرتے ہوئے اپنی خوشی سے درخواست کی کہ یہ سب کچھ آپ کا ہے۔ آپ جو چاہیں کریں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہزاروں روپے رکھنے والی خاتون نہیں تھیں بلکہ لاکھ پتی خاتون تھیں۔ لیکن خاوند کے احساسات کا ایسا خیال تھا کہ جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ رسول اللہ کا حساس دل ایسی زندگی میں لطف نہیں پائے گا کہ آپ کی بیوی مالدار ہو اور آپ بیوی کے محتاج ہوں تو محبت سے اپنا سارا مال و اسباب رسول اللہؐ کو خدمت میں پیش کرتے ہوئے فرمانے لگیں کہ آپ میری پیشکش کو قبول فرما کر میری دلجوئی فرمائیں۔ اور جب اور جیسے چاہیں خرچ کریں۔''

(اجتماع لجنہ اماء اللہ 1952ء)

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین لڑکوں اور چار لڑکیوں سے نوازا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تینوں لڑکے کم سنی میں وفات پا گئے۔ ان صدموں کو بھی آپ نے صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا۔حضرت قاسم ابھی شیر خوار ہی تھے کہ وفات پا گئے۔حضرت خدیجہؓ نے صبر کیا۔ ایک بار انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''اے اللہ کے نبی! قاسم کے دودھ پلانے والے دن ابھی ختم نہیں ہوئے تھے۔ اگر اللہ نے اسے مزید چند دن کی اجازت دی ہوتی تو ہم اپنے بچے کے ساتھ کچھ اور وقت گزار لیتے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا،'' وہ جنت میں اپنے شیر خواری کے دن پورے کرلے گا۔'' حضرت خدیجہ نے جواب دیا، ''اگر اس پر یقین کیا جائے تو یہ اس غم کو کم کرے گا جو میں قاسم کے لیے برداشت کرتی ہوں۔'' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں تمہارے بیٹے کی آواز سنادے۔ اس طرح تمہیں تسلی ہو سکتی ہے۔'' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کمال اطاعت ساتھ جواب دیا ''اے اللہ کے نبی! میں اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو سچ مانتی ہوں یقیناً ہمارا بیٹا جنّت میں کھیلتا ہوگا۔''

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ماجا)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک عظیم المرتبت خاتون تھیں اور رسول اللہ کی بے حد خدمت کرتی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے خلاف کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتی تھیں۔

آپؐ کے معاملات میں بے جا مداخلت نہ کرتیں، آپؐ کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔حضورؐ کا ہر کام بڑی خوشی سے کرتیں۔ آپکا بستر بچھانے میں فخر محسوس کرتیں۔ وضو کا پانی خود لا کر دیتیں، خود آٹا پیتیں، گوندھتیں اور روٹی پکایا کرتیں آپ جب عبادت کی غرض سے گوشہ نشینی اختیار کرتے تو انکے لئے کھانا تیار کرتیں۔ جب کھانا ختم ہو جاتا تو آپ واپس آتے اور پھر کچھ دن کا سامان لے کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص فہم اور دینی بصیرت سے نوازا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو آپ نے انکی صداقت پر یقین لانے میں ذرا بھی تامل نہ کیا۔ اس طرح آپ کو سب سے پہلے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ نے خدا کے پیغام کو نہ صرف روشن دلی سے قبول کیا بلکہ ساری عمر اس پیغام کو پھیلانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہیں۔ آپ نے اپنی اگلی نسل کی تربیت بھی اس رنگ میں کی کہ خدا کی وحدانیت سے محبت اور شرک سے بیزاری پیدا ہو۔ آپ نے انکو بچپن سے ہی خدا ترسی کا سبق سکھلایا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مفہوم سمجھایا۔ آپ کی عظیم الشان تربیت اور گھر کے روحانی ماحول نے بچوں کی تمام صلاحیتوں کو جلا بخشی۔ ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ اپنی والدہ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے کیا وہ ہمیں نظر آ سکتا ہے؟ اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کمال شفقت سے فرمایا ''اگر ہم اللہ کی عبادت کریں اور اسکی مخلوق سے محبّت کریں تو قیامت کے دن ہم ضرور اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔''

(سیرت فاطمۃ الزہرہ صفحہ 32)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان رسالت سے مشرکین مشتعل ہو گئے۔ اور دن بدن ظلم و ستم میں بڑھتے جاتے۔ کبھی رسول اللہ پر کچرا پھینکتے کبھی پتھر اور کبھی مسلمانوں کو تپتی ریت پر جلاتے۔ ان حالات میں ام المومنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ صبر اور حوصلے سے ان کی ڈھارس بندھاتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی تکذیب سے تکلیف پہنچی تو وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دکھ کا اظہار کرتے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتیں کہ خدا آپ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

قریش مکّہ کی اشتعال انگیزی کی انتہا اس وقت ہوئی جب سب نے متحد ہو کر مسلمانوں کا بائیکاٹ کر کے انکو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ کفّار اتنا ظلم کرتے کہ کھانے پینے کی کوئی چیز مسلمانوں تک نہ پہنچنے دیتے۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسلمان بے بس ہو کر درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی دوران مصائب کی تاب نہ لاتے ہوئے اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں۔ ''انتقال کے وقت آپ کی عمر 64 سال اور کچھ ماہ تھی۔''

(ابن ہشام، سیرت خاتم النبیین)

رسول اللہ کے لئے ایسی رفیق حیات کو رخصت کرنا جس نے زندگی

کے ہر قدم میں آپؐ کا مکمل طور پر ساتھ نبھایا ہو آسان نہیں تھا۔ ام المومنین کا جو تعلق رسول اللہ سے تھا وہ محتاج بیان نہیں۔ ایک دوسرے کی قدر و عزت، محبّت و وفا، فرائض کی ادائیگی، حسن معاشرت، تقویٰ، راستبازی، دینداری، اور غرباء پروری میں اس جوڑے کی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ انکی وفات کے بعد بات بات پر ان کا ذکر فرماتے اور اشکبار ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ ان سے ملنے آئی۔ حضور جذبات سے مغلوب ہو گئے۔ فرمانے لگے ”یہ ہالہ ہو نگی۔ اس کی آواز خدیجہ کی طرح لگتی ہے۔“ جلدی سے دروازے پر آئے اور ان کا استقبال کیا۔

(حضرت سیدہ خدیجہ صفحہ 34)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیکھا لیکن جسقدر رشک مجھے ان پر آتا ہے کسی اور پر نہیں آتا۔ کیونکہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات پر ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کے ایثار و فدائیت، اور نیک اوصاف کی بہت قدر کرتے تھے۔ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعریفی کلمات میں اپنی زوجہ محترمہ کو یاد کیا کرتے تھے۔

”خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ کے بدلے اس سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی۔ وہ مجھ پر ایمان لائی جبکہ آوروں نے کفر کیا، اس نے میری تصدیق کی جب دوسروں نے میری تکذیب کی۔ اس نے اپنے مال سے میری غم خواری کی جبکہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی کے بطن سے مجھے اولاد بخشی جبکہ دوسری ازواج کو اس نے محروم رکھا۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 118)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی گئی کہ ان کے پاس جنت میں موتیوں سے بنا محل ہو گا، ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب آپ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں تو انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے سلامتی اور میری طرف سے سلام دیں۔ اور انہیں یہ خوشخبری دیں کہ ان کے پاس جنت میں چمکتے موتیوں سے بنا ایک گھر ہو گا۔

(حضرت سیدہ خدیجہ صفحہ 36)

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کی اشاعت کے لئے عظیم الشان قربانیاں دیں۔ اپنے شوہر کی اطاعت گزار اور فرمان بردار تھیں۔ آپ ایک عبادت گزار، ایمان دار، سخی، مہربان، اور رشتہ داروں کا احترام کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ کی مبارک زندگی کا ہر پہلو مسلمان خواتین کے لئے نیک نمونہ ہے۔ ان کی زندگی پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے مبارک اسوہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

بقیہ: حضرت امام احمد بن حنبلؒ...... از صفحہ 8

امام احمدؒ کا الہام

حضرت امام احمدؒ نہایت ہی متقی صوفی و لی اللہ شخصیت تھے۔ ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ”تجھے میرا قرب صرف قرآن سے حاصل ہوسکتا ہے“

(تذکرۃ الاولیاء زیر اسم حضرت امام احمد بن حنبلؒ از حضرت فرید الدین عطارؒ)

امام احمدؒ کے اقوال

حضرت امام احمدؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ”خدا پر اعتماد توکل ہے اور تمام امور خدا کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔“ جب آپؒ سے زہد کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا کہ ”عوام کا زہد تو حرام اشیاء ترک کر دینا ہے اور خواص کا زہد حلال چیزوں میں زیادتی کی طمع کرنا ہے اور عارفین کے زہد کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

(تذکرۃ الاولیاء زیر اسم حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

امام احمدؒ کی وفات

حضرت امام احمدؒ 2 ربیع الاول 241 ہجری کو بستر علالت پر پڑ گئے اور 12 ربیع الاول 241 ہجری بروز جمعہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ایک روایت کے مطابق آپؒ کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد دس لاکھ اسّی ہزار تھی۔ وفات کے وقت بھی آپؒ کی عاجزی کا یہ حال تھا کہ جب آپؒ کی وفات ہوئی تو اس سے پہلے آپؒ کے بیٹے نے آپؒ کی طبیعت پوچھی تو فرمانے لگے کہ ”بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ کر دے کیوں کہ ابلیس لعین مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تیرا ایمان سلامت لے جانا میرے لئے باعث ملال ہے۔ اس لئے دم نکلنے سے قبل مجھے سلامتی ایمان کے ساتھ مرنے کی توقع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمادے۔“ اس کے بعد آپؒ وفات پا گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء زیر اسم حضرت امام احمد بن حنبلؒ)

امام احمدؒ کے اہل و عیال

حضرت امام احمدؒ نے عباسہ بنت فضل نامی خاتون سے شادی کی جن سے آپؒ کے ہاں صالح پیدا ہوئے۔ اس شادی کے تیس سال بعد آپؒ کی اہلیہ کی وفات ہوگئی تو آپؒ نے ریحانہ نامی خاتون سے شادی کی جن سے آپؒ کے ہاں عبد اللہ پیدا ہوئے۔ عبد اللہ ابھی دس سال کے ہی تھے کہ آپؒ کی دوسری بیوی بھی انتقال کر گئیں۔ پھر آپؒ نے ایک باندی خریدی جس کے بطن سے آپؒ کے ہاں ام علی، حسن وحسین (یہ توام تھے اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے)، حسن، محمد اور سعید پیدا ہوئے۔

امام احمدؒ کی تصانیف

حضرت امام احمدؒ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر آپؒ کی سب سے مشہور تصنیف آپؒ کا مجموعۂ حدیث ہے جس کا نام مسند احمد ہے۔ آپؒ کی چند تصانیف کے نام یوں ہیں: مسند الامام احمد، کتاب التفسیر، کتاب التاریخ، کتاب جوابات القرآن، کتاب المناسک الکبیر، کتاب المناسک الصغیر، وغیرہ۔

خدا تعالیٰ کی خاطر سفر کی عظمت

نصیبین کی جانب وفد بھجوانے کی تیاری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان امر نہیں ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہوسکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئے گا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں ہے۔ اپنے کاروبار اور اپنے معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے۔ جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے۔ ایک تو سفر کا ثواب ہے، کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالیٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑیں گی، ان کا بھی ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا، جبکہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ (الزلزال:8) کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے۔ اس کا اجر کبھی ضائع ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو۔ ریا اور دوسرے اغراض شہرت ونمود کے نہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ بروبحر کے شدائد ومصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہوسکتا۔ بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کریں گے اور وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

(ملفوظات ایڈیشن 2016ء جلد اول صفحہ 307-308)

(مرسلہ: ذیشان محمود، روکوپر، سیرالیون)

سید حاشر احمد ۔ طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

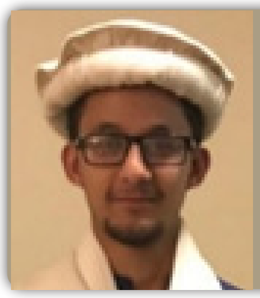

تعارف

اسلام میں جو چار مشہور ائمۂ فقہ گزرے ہیں ان میں تاریخ کے لحاظ سے آخری حضرت امام احمد بن محمد تھے۔ آپؒ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپؒ کا نسب اس طرح سے ہے: احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد۔ آپؒ کا نسب نامہ نزار بن معد بن عدنان پر جا کر حضور اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کے نسب نامہ سے جا کر ملتا ہے۔ (سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 9، از ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی) آپؒ اپنے دادا کی نسبت سے ابن حنبل کہلائے۔ امام احمدؒ کا تعلق عرب کے مشہور جانباز بہادر قبیلہ شیبان سے تھا جس کی شجاعت کی تمام عرب میں شہرت تھی۔

حضرت امام احمدؒ کی ولادت ربیع الاول 164 ہجری کو بغداد میں ہوئی۔ آپؒ ابھی شیر خوار بچے ہی تھے کہ آپؒ کے والد وفات پا گئے۔ آپ کی پرورش آپ کی والدہ نے کی۔ تحصیل علم کے لئے چھوٹی عمر میں ہی آپ کو مکتب بھجوانا شروع کر دیا۔ آپؒ نہایت ذہین تھے۔ ابوسراج کا بیان ہے کہ ''میرے والد احمد بن حنبلؒ کی حسن سیرت اور شرافت پر تعجب کر کے کہتے تھے کہ میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت دولت خرچ کرتا ہوں، ان کے لئے معلم و مؤدب مقرر کرتا ہوں تا کہ وہ علم و فن حاصل کریں مگر ان کو کامیاب نہیں پا رہا ہوں اور یہ احمد بن حنبل یتیم لڑکا ہے، دیکھو کیسا اچھا چل رہا ہے۔''

(سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 14-15)

مکتب کی تعلیم سے فارغ ہو کر امام احمد بن حنبلؒ نے حدیث و فقہ کی تعلیم شروع کی جس کے لئے آپؒ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد قاضی ابو یوسف کی درس گاہ کو چنا۔ مگر آپؒ کے سب سے مشہور استاد حضرت امام الشافعیؒ ہیں۔ حضرت امام احمدؒ نے طلبِ علم کے لئے بہت سے سفر کئے جن میں کوفہ، بصرہ، یمن، شام، حجاز، عراق وغیرہ شہر شامل ہیں۔

امام احمدؒ کے حج

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے تعلیمی اسفار کے دوران پانچ حج کئے۔ آپؒ خود اس کے بارہ میں بیان فرماتے ہیں کہ ''میں نے پانچ حج کیے۔ ان میں تین پا پیادہ اور دو سواری پر اور ان میں سے ایک حج میں صرف تیس درہم خرچ کیے۔ ایک سفر حج میں میں راستہ بھول گیا، سرگردانی و پریشانی جب زیادہ بڑھی تو حدیثِ نبویؐ کا یہ ٹکڑا: یاعباداللہ دلونا علی الطریق پڑھنا شروع کیا۔ اس کی برکت ظاہر ہوئی اور میں نے راستہ پا لیا۔

(سیرت حضرت احمد بن حنبل صفحہ 20)

امام احمدؒ کا عشقِ رسولؐ

حضرت امام احمدؒ کو حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت درجہ عشق تھا۔ آپؒ کے پاس حضور اقدسؐ کے موئے مبارک تھے۔ آپؒ ان کو منہ سے لگاتے، بوسہ دیتے، آنکھوں پر رکھتے تھے، پانی میں ڈبو کر پانی پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ آپؒ کے خلاف الزام لگا کر آپؒ کو سزائیں دلائی گئیں۔ ایک مرتبہ معتصم کے دربار میں درہ زنی کے لئے آپؒ کی قمیص اتاری گئی۔ اس وقت آپؒ کی آستین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ آپؒ سے پوچھا گیا کہ آپؒ کی آستین میں کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا رسول اللہؐ کے موئے مبارک ہیں۔ بعض لوگ آگے بڑھے اور آپؒ کی قمیص کو پھاڑنا چاہا مگر معتصم نے ان کو روک دیا اور کہا کہ قمیص پھاڑو نہیں بلکہ اتار دو۔ امام احمدؒ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر تھا تو صرف اسی بات کا کہ کہیں قمیص پھاڑ کر موئے مبارک کی بے حرمتی نہ ہو جائے۔

(سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 161-162)

اتباعِ سنت نبویؐ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ بہت زیادہ متبع سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہمیشہ اسی کام کو سرانجام دیتے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور اس کام کو نہ کرتے تھے جو حضور اقدسؐ نے نہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ وہ پچھنا لگواتے تو حجام کو ایک دینار عطا کرتے تھے کیونکہ روایت ہے کہ رسول اللہ نے پچھنا لگوایا اور ابوطیبہ کو ایک دینار مرحمت فرمایا۔ (امام احمد بن حنبل صفحہ 67-68، ابو زہرہ مترجم علامہ عمر فاروق)

آپؒ یہاں تک اتباعِ سنتِ نبویؐ کا خیال رکھتے تھے کہ اپنی درس گاہ بھی چالیس سال کی عمر ہونے کے بعد قائم کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی چالیس سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کا کام شروع کیا۔

امام احمدؒ کی قناعت

حضرت امام احمدؒ ایک غریب گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ کو اپنی جائداد کے کرایہ سے سترہ درہم ماہواری آمدنی ہوتی تھی جسے وہ اپنے اہل و عیال پر صَرف کرتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے۔ لوگوں سے نہیں مانگتے تھے۔ بلکہ جب تنگ دستی ہوتی تو آپؒ پارچہ بافوں کے ہاں مزدوری کر کے ان کے کام کرتے تھے۔ (سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 144) ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؒ کے کپڑے چوری ہو گئے۔ کئی روز باہر نہ جا سکے۔ آپؒ کے ایک طالب علم دوست کو پتہ چلا تو کچھ رقم دینی چاہی لیکن آپؒ نے قبول نہ کی۔ اس نے اصرار کیا کہ کب تک اس طرح گھر دبکے بیٹھے رہیں گے۔ اُدھار لے لیں اور جب آپ کے پاس رقم آجائے تو واپس کر دیں لیکن آپؒ پھر بھی راضی نہ ہوئے۔ آخر آپؒ نے یہ شرط رکھی کہ آپؒ اس طالب علم کے نوٹس صاف کر کے لکھ دیں تو وہ آپؒ کو اس کا معاوضہ دے گا۔ پھر جب معاوضہ ملا تو آپؒ نے اس سے کپڑے بنوائے اور گھر سے باہر جانے لگے۔ (تاریخ افکار اسلام صفحہ 161، از ملک سیف الرحمٰن صاحب) اسی طرح لکھا ہے کہ جب آپؒ یمن میں مقیم تھے تو مالی حالات اچھے نہ تھے۔ آپؒ کے استاد محدث عبدالرزاق نے آپؒ کی مدد کرنا چاہی تو آپؒ نے منع کر دیا اور ٹوپیاں بُن کر انہیں بیچ کر گزارا کیا۔ (تاریخ افکار اسلام صفحہ 161) ایک دفعہ کسی نے آپکی جائداد اور آپ کے مکان کے متعلق دریافت کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ ''یہ دونوں مجھے اپنے والد سے ورثہ میں ملی ہیں، اگر میرے پاس کوئی شخص آئے اور ثابت کر دے کہ یہ اس کی ہیں تو بے تامل میں اسے سونپ دوں گا۔'' (سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 144) آپؒ نے امراء اور حکمرانوں کے دیے ہوئے عطیے اور منصب بھی کبھی قبول نہ کیے۔ صرف اپنی قلیل کمائی پر گزارا کیا۔

امام احمدؒ کی سادگی

حضرت امام احمدؒ نہایت سادہ شخصیت کے مالک تھے۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے تکیہ اور مسند لیا اور دروازے پر بچھا دیا۔ امام احمدؒ باہر تشریف لائے، ان کے ساتھ کتابیں اور دوات تھی۔ انہوں نے چٹائی اور مسند کی طرف دیکھا اور فرمایا ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا ''یہ آپؒ کے بیٹھنے کے لئے ہے''۔ اس پر آپؒ نے فرمایا ''اسے تم اٹھا لو۔ زہد زہد ہی سے نکھرتا ہے''۔ میں نے اسے اٹھا لیا اور امام زمین پر بیٹھ گئے۔ (سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 158) امام احمد کھانے میں بھی سادگی اور قناعت اختیار کرتے تھے۔ آپؒ کے بیٹے کا بیان ہے کہ آپؒ بسا اوقات روٹی کو صرف نمک اور پانی کے ساتھ کھاتے تھے اور بعض اوقات کھجور کے ساتھ۔ آپ سادہ لباس پہنتے تھے۔ سفید موٹے کپڑے اور عمامہ باندھتے تھے۔

امام احمدؒ کی قبولیتِ دعا

ایک آدمی حضرت امام احمدؒ کے پاس آیا اور اپنی ماں کی صحت یابی کے لئے دعا کے لئے کہا جو کہ لنجی تھی۔ آپؒ نے دعا کی۔ جب وہ شخص واپس گھر آیا اور دروازے پر دستک دی تو اس کی ماں خود اپنے پیروں پر چل کر آئی اور دروازہ کھولا اور کہا کہ اللہ نے مجھے صحت و عافیت عطا کی۔ (سیرت حضرت امام احمد بن حنبل صفحہ 168) ایک دفعہ جبکہ آپؒ کو جھوٹے الزام کی بنا پر سزا ہوئی اور کوڑے آپ پر برسائے گئے تو اس وقت آپ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور پاجامہ نیچے سرکنے لگا۔ قریب تھا کہ بے ستری ہو جاتی۔ آپؒ نے اسی وقت آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی اور فوراً ہی پاجامہ نیچے آنا رک گیا۔

امام احمدؒ کو سزا

حضرت امام احمدؒ کو اس سبب سے بہت سزائیں دی گئیں کہ آپؒ قرآن کو مخلوق نہیں کہتے تھے۔ اس ضمن میں لکھا ہے کہ ''آپ قید ہوئے۔ چار چار بوجھل بیڑیاں پہنائی گئیں۔ پہن لیں۔ اسی حالت میں بغداد سے طرطوس لے جائے گئے۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہلنا دشوار تھا۔ عین رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بھوکے پیاسے روزہ دار کو تپتی ہوئی دھوپ میں بٹھایا گیا اور اس مقدس پیٹھ پر جو علوم و معارف نبوۃ کی حامل تھی پوری قوت سے کوڑے مارے گئے۔ ہر جلاد پوری قوت سے کوڑے لگا کر جب تھک جاتا تھا تو تازہ دم جلاد آکر پیٹنے لگتا۔ تازیانے کی ہر ضرب پر جو صدا زبان سے نکلتی تھی وہ نہ تو جزع و فزع کی تھی نہ شور و فغاں کی بلکہ وہی صدا تھی جس کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا تھا یعنی ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق''۔ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں مجھے اس قدر مارا گیا کہ جسم خون سے رنگین ہو گیا اور میں بیہوش ہو گیا۔''

(مقربانِ الٰہی کی سرخروئی صفحہ 20 از مولانا دوست محمد شاہد)

بقیہ صفحہ 7 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 53

امدادی افعال Helping Verbs

بعض امدادی افعال Helping Verbs دوسرے افعال Verbs کے ساتھ مل کر کسی کام کے دفعتاً (اچانک) ہوجانے یا کرنے کے معنوں کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے امدادی افعال کے بارے میں بات کرتے ہیں۔

1۔ بیٹھنا: کہہ بیٹھا، کر بیٹھا۔

جملے بنا کر وضاحت کرتے ہیں۔ اب میں انکار نہیں کرسکتا میں اسے ’’کہہ بیٹھا‘‘ ہوں کہ آجاؤ۔تم سوچے سمجھے بغیر غلط فیصلے کربیٹھتے ہو۔ یہ کیا کر بیٹھے (کوئی غلط کام یا جرم)۔ پس ’’بیٹھنا‘‘ یہاں امدادی فعل ہے جو کرنا اور کہنا کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس طرح بننے والا فعل کسی کام کے اچانک ہوجانے یا بنا سوچے سمجھے کوئی کام کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح مزید مثالیں دیکھیں۔ میری بات کوئی نہیں سنتا، میں تو ہر دفتر میں درخواست دے بیٹھا ہوں (یعنی بہت ہوگیا)۔

2۔ اُٹھنا: یہ امدادی فعل بھی دوسرے افعال کے ساتھ مل کر وہی معنی دیتا ہے جو بیٹھنا دیتا ہے۔ جیسے: بول اٹھا، چیخ اٹھا، تڑپ اٹھا وغیرہ۔

3۔ پڑنا: یہ امدادی فعل بھی دوسرے افعال کے ساتھ مل کر وہی معنی دیتا ہے۔ جیسے: لڑپڑا، آپڑا، جا پڑا۔مثالیں: قرض کا سارا بوجھ مجھ پر آپڑا۔ والد کی وفات کے بعد تمام ذمہ داری والدہ پر آپڑی۔یعنی کسی بوجھ یا ذمہ داری کا اچانک اور نہ چاہتے ہوئے کسی شخص پر آجانا۔ جب اسے کوئی بات نہ سوجھی تو وہ سب سے لڑپڑا۔ گاڑی نے اس زور کی ٹکر ماری کہ وہ کئی گز دور جاپڑا۔

4۔ نکلنا: جیسے بہہ نکلا، پہاڑ سے ایک چشمہ بہہ نکلا۔ چل نکلا، شادی بیاہ پر اسراف (فضول خرچی، دکھاوا) کا رواج ہی چل نکلا۔ یعنی نکلنا یہاں بطور امدادی فعل کے اچانک سے حرکت میں آجانے، پھوٹ پڑنے، کسی عمل کو بار بار دہرانے سے اس کا رسم و رواج بن جانے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: بات چل نکلی ہے۔ یعنی بات چیت کا اور تعلقات کا آغاز ہوگیا ہے۔

آنکلا، جانکلا: جیسے جنگل میں ایک شیر آنکلا۔ گلی میں ایک پولیس والا آنکلا۔ وہ راستہ بھول کر کہیں سے کہیں جانکلا۔ یعنی کسی چیز کا اچانک ظاہر ہوجانا۔

5۔ لگنا: یہ امدادی فعل کسی کام کے آغاز کو بتاتا ہے۔ جیسے کہنے لگا، کھانے لگا، پیسوں کا سن کر اس کے منہ سے پھول جھڑنے لگے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ انداز بیان زمانہ ماضی میں استعمال ہوا ہے۔ تاہم زمانہ حال میں یہ منظر کشی، داستان گوئی وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے خدا کا خلیفہ کلام کرتا ہے تو ہر دل پگھلنے لگتا ہے۔حضور انور کو دعائیہ خط لکھنے کے بعد جیسے ہر مشکل دور ہونے لگتی ہے، ہر بیمار اچھا ہونے لگتا ہے، دل کی سختی مٹنے لگتی ہے، حضور نماز میسر ہونے لگتا ہے وغیرہ۔

6۔ پڑا: زمانہ ماضی میں استعمال ہوتا ہے اور جب پڑا کسی دوسرے فعل Verb سے پہلے آئے تو زور اور کثرت کے معنی پیدا کرتا۔ یہ عموماً ایسے افعال Verbs کے ساتھ آتا ہے جن میں کام کا جاری رہنا پایا جائے جیسے: پڑا مارا پھرتا ہے۔یعنی خجل خوار ہورہا ہے۔ پڑا روتا رہتا ہے۔ اس کو جانا پڑا۔ لیکن پڑا ہم کو جانا۔یعنی ہم جانے پر مجبور ہوگئے۔ آپ کیا یہاں پڑے اونگھ رہے ہے۔تم یہاں سوئے پڑے ہو سورج سر پر آگیا ہے (یعنی خوب دن چڑھ آیا ہے یا نصف النہار ہوگیا ہے)، سب پریشان تھے مگر وہ پڑا سوتا رہا۔

رونے والوں نے اٹھا رکھا تھا گھر سر پر مگر
عمر بھر کا جاگنے والا پڑا سوتا رہا

7۔ چاہنا: یہ امدادی فعل Helping Verb فاعل یعنی کام کرنے والے کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتاتا ہے کہ ایک کام قریب کے زمانہ میں ہونے والا ہے۔ جبکہ اصل فعل The main verb ہمیشہ ماضی کی صورت میں رہتا ہے۔ جیسے: یہ راز اب کھلا چاہتا ہے۔یعنی کھلنے والا ہے۔ جب خواہش ظاہر کی جائے تو اصل فعل Verb مصدر Infinitive کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: اس نے بولنا چاہا۔یہاں بولنا فعل کی مصدر حالت ہے Infinitive state of the verb وہ بولنا چاہتا ہے وغیرہ۔

انہیں معنوں میں ’’کہنے کو ہے، جانے کو ہے، ہونے کو ہے‘‘ وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اب زمانہ زبانِ حال سے احمدیت کی سچائی کہنے کو ہے۔ اسلام پر سے ابتلاؤں کا دور جانے کو ہے وغیرہ۔

8۔ چاہنا سے چاہیئے ایک امدادی فعل ہے۔ اس کا استعمال کسی اخلاقی ذمہّ داری یا فرضِ منصبی Official duty کے جتانے To highlight کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ مصدر Infinitive کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: تمھیں نماز باجماعت پڑھنی (مصدر) چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا (مصدر) چاہیئے۔ انسان کو سب سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔

9۔ لے: یہ بھی ایک امدادی فعل ہے اور جب یہ کسی فعل کے شروع میں آئے تو اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص یا شے کو لے جانے یا مبتلا Involve کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: لے بھاگا، چور بوڑھے آدمی کا تھیلا لے بھاگا۔ Flee/fled۔

لے اُڑنا۔ وہ مطلوبہ کتاب پہلے ہی لائبریری سے لے اُڑا۔ وہ بچے کا کھلونا لے اُڑا۔

لے ڈوبنا، اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی نقصان کرنا، نکمے طلباء سے دوستی محنت کرنے والے طلبا کو بھی لے ڈوبتی ہے۔ بد دیانت اور نا اہل حکمران پوری قوم کو لے ڈوبتے ہیں۔

لے مرنا: یہ زیادہ سخت اور مذمتی معنی دیتا ہے۔ وہ دہشت گرد معصوم لوگوں کو بھی ساتھ لے مرا۔

10۔ رہا اور چھوڑا: باوجود مشکلات کے سخت محنت اور قوت ارادی سے کام مکمل کرلینے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: کر کے رہا، مکان بنا کے چھوڑا۔ تمغہ جیت کے چھوڑا۔ ویڈیو گیم کی لت Addiction نے نوجوانوں کو تباہ کرکے چھوڑا۔ یہاں یہ منفی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہوجائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کرکے معلوم کرلیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں، پس جیسا کہ شاذ و نادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کرسکتی اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر جائے تو نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا۔ وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں ان کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اس کا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اس کو دور کرسکتا ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 4)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

ماسوا: اس کے علاوہ جو ہے

احاطہ: گھر کی چار دیواری، نظام کی حدود و قیود، تعلیمات کے اصولوں کا دائرہ کار۔ Premises/Teachings of the Promised Messiah

بلائے طاعون: طاعون کی بیماری Plague

نسبتاً و مقابلۃً: Comparatively and relatively

ایمانی قوت: یعنی خدا تعالیٰ پر یقین اور توکل کس قدر ہے۔

ضعف: کمزوری Physical disability/incapability

نقصانِ عمل: کسی عمل کا ردِعمل، غلطی کا نتیجہ، غفلت، احتیاط نہ کرنا۔

اجل مقدر: موت کا مقررہ وقت۔

شاذ و نادر: بہت ہی کم۔

منجم: نجم ستارے کو کہتے ہیں منجم: علم نجوم کا ماہر، ستاروں کی رفتار کے مقررہ حساب سے زائچہ بنا کر آنے والے واقعات کے متعلق پیش گوئی کرنے والا، فال وغیرہ کا کاروبار کرنے والا، نجومی، جوتشی، اخترشناس

روشنی کی چشم: لفظی معنی ہے روشنی کی آنکھ مراد ہے الہام، سچائی، دلیل اور علم راسخ کی بنیاد پر۔ Established truth disclosed by a man of knowledge (both secular and divine)

تاریکی کی اٹکل: محض اندازہ لگانا، سنی سنائی باتوں روایات کو بنیاد بنا کر کوئی بات کہنا۔ Speculations/ myths/ superstitions

کاشف احمد

شوق اور مداومت

شوق یا ہیجان یا پھر جوش جسے انگریزی میں passion بھی کہا جاتا ہے، ایک بڑھا چڑھا کر پیش کی ہوئی اصطلاح ہے جس کا استعمال یا یوں کہہ لیں غلط استعمال کر کے لوگوں، خاص طور پر نوجوانوں میں کچھ ایسا کر گزرنے کا جذبہ ابھارا جاتا ہے جو ان کے اپنے فائدے سے زیادہ مفاد پرست، ناجائز منافع حاصل کرنے کے خواہش مند نام نہاد ماہرین اور پیشہ ور افراد کو فائدہ دیتا ہے۔

یہ انسان کی پہچان سے اسے دور لے جانے والی بات ہے۔ انسان ہونا کوئی معمولی بات نہیں اشرف المخلوقات خالق کی سب سے افضل تخلیق ہے۔ آپ بہترین صورت میں پیدا کئے گئے ہیں مگر صرف اپنی بہترین حالت خاص خاص موقعوں پر ہی کیوں ظاہر کرتے ہیں؟ جیسے کوئی انٹرویو ہو یا پھر کسی شادی پر جانا ہو تو بہترین حالت میں آتے ہیں اور بہترین انداز میں لوگوں سے پیش آتے ہیں...بس؟ عام طور پر اسی بہترین حالت کو اپنا کر کیوں نہیں رکھتے؟

مگر ہر انسان کی فطرت کا ایک تاریک پہلو بھی ہوتا ہے اور وہ تاریک پہلو عام طور پر ظاہر نہیں ہوتا، جسے ظاہر ہونے کے لئے کسی نہ کسی محرک کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر انسان کے ارد گرد کا ماحول ان محرکات کو پیدا ہونے دے تو وہ تاریک پہلو اکثر ظاہر ہوتا رہتا ہے اور کبھی کبھی شخصیت پر اتنا چھا جاتا ہے کہ روشن پہلو دکھائی ہی نہیں دیتا۔

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسے انسان کی شخصیت کا روشن یا درخشاں پہلو مر چکا ہے یا کبھی تھا ہی نہیں۔ وہ تو بس ارد گرد سے متاثر ہو کر ان محرکات کے زیر اثر تاریک پہلو ہی اتنا زیادہ نمایاں ہو چکا ہوتا ہے اور قائم رہتا ہے کہ روشن پہلو سامنے آنے کا موقع نہیں ملتا۔ کہتے ہیں دولت انسان کو بدلتی نہیں بلکہ اس کی اصلیت کو مزید واضح اور نمایاں کر دیتی ہے۔ یہ اصلیت دراصل ہے کیا؟ شخصیت کے تو دو پہلو ہیں درخشاں اور تاریک اور ان کا ظاہر ہونا تو حالات پر منحصر ہے یا محرکات پر۔

انسان کا اصل تو وہ فطرت سلیم ہے جس پر ہمیشہ قائم رہنا ہی دراصل اس کا امتحان ہوتا ہے۔ چاہے حالات اور محرکات کچھ بھی ہوں دولت مند ہو یا غریب، تندرست ہو یا بیمار یا پھر کسی معذوری کا شکار ہو۔ یہی فطرت سلیم ہے جس پر اسے قائم رہنے کا حکم ہے اور وہ انسان ہی کیا جسے بیرونی حالات و واقعات بدل کر رکھ دیں۔ یا وہ وقتی شوق اور جوش کی وجہ سے اپنے اصل سے دور ہوتا چلا جائے۔

شخصیت میں پختگی بھی دراصل اسی کا نام ہے کہ بیرونی حالات اور محرکات اس کی اصل حالت، یعنی فطرت سلیم سے نہ ہٹا سکے۔ جو دراصل اس کی شخصیت کا وہ روشن پہلو ہے جس کو ہر وقت ہر حالت میں نمایاں اور غالب رہنا چاہئے۔ صرف خاص خاص موقعوں پر کیوں؟ ہمیشہ کیوں نہیں؟

اسی لئے یہ وقتی جوش اور شوق جنکو passion کہا جاتا ہے دراصل بے فائدہ اور نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ یہی بات اب دنیا کے مایہ ناز اقتصادی ماہرین اور سرمایہ کار بھی تسلیم کرتے ہیں جیسے کہ مشہور کاروباری سرمایہ کار فرم Andreessen Horowitz کے مالک Horowitz نے ایک بار یہ بات اپنے سامعین کو حیران کرتے ہوئے کہی کہ کبھی اپنا شوق پورا کرنے یا passion کے پیچھے بھاگنے کی کوشش مت کرو۔ وقتی نفسانی جوش دراصل نقصان دہ چیز ہے اور آج کل کے اشتہارات فلمیں اور خبریں اسی کو ابھارنے کا کام کر رہے ہیں اور دنیا کی ہر کاروباری فرم اپنی مارکٹنگ کی حکمت عملی اسی کے گرد تیار کرتی ہے۔

اسی لئے اکثر یہ شوق اور passion واضح طور پر جاننا بھی مشکل ہے اور اپنی ترجیحات کا تعین بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ کونسا شوق پہلے پورا کرنا ہے کونسا بعد میں مگر آسان بات یہ ہوتی ہے کہ کام وہ کرو جن میں تم خود کو بہترین سمجھتے ہو اور دوسروں سے زیادہ اچھے طریقے پر سرانجام دے سکتے ہو اور لوگ تمہارے اس کام کی تعریف بھی کرتے ہوں۔

شوق اور وقتی جوش اتر جانے کے بعد بدل بھی جاتے ہیں جیسے اگر اپنی مرضی کی نوکری یا کام مل جانے پر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آئندہ پانچ سال میں وہی کام اچھا بھی لگتا رہے گا؟ اور پھر جس چیز کا آپ کو شوق ہے، ضروری نہیں کہ وہ اچھے طریقے سے کر بھی سکتے ہو۔ ایک اچھا گلوکار بننے کا شوق ہونا اور بات ہے اور اچھا اور نامور گلوکار بن جانا اور بات۔

پھر جوش میں آ کر اپنا شوق پورا کر لینا ایک خود غرضانہ سی سوچ ہے جو بس ذاتی مفاد کو ترجیح دیتی ہے اور بالآخر بے اطمینانی کے ساتھ اضطراب کو جنم دیتی ہے۔ کیونکہ جب اجتماعی بہتری اور بھلائی کی سوچ نہیں ہوتی تو معاشرے میں تنہائی اور اضطراب بڑھنے لگتا ہے نفسا نفسی کا عالم ہوتا ہے اور ذہنی بیماریاں جنم لیتی ہیں جو انتہا پسندی کو جنم دیتی ہیں۔

دوسروں کی بھلائی اور ان کا ساتھ دینا اور ساتھ لے کر چلنا ہی دراصل فطرت سلیم اور انسان کی شخصیت کا درخشاں پہلو ہے۔ جب ہم اپنے پیاروں کا ہاتھ بٹانے لگتے ہیں اور مل کر ایک مقصد کو ساتھ لے کر کچھ ایسا تعمیر کرنے لگتے ہیں جس میں اجتماعی بھلائی شامل ہو تو ہمیں اطمینان حاصل ہوتا ہے اور ایک دائمی خوشی ملتی ہے۔

اپنے شوق اور جوشوں کو فطرت سلیم کے مطابق ڈھالنے کی مشق کرتے رہنا چاہیے۔ جو شوق اس کے مخالف ہو اسے ترک کر دینا ہی شخصیت کے دراصل بہترین اور درخشاں پہلو نمایاں کرتا ہے اور انہیں مضبوطی سے قائم رکھتا ہے۔ کبھی کبھی ہم سمجھتے ہیں کہ دل ہمیں ایسا کرنے پر مجبور کر رہا ہے جو ٹھیک نہیں۔ دراصل وہ دل نہیں وہ تو شخصیت کا تاریک پہلو ہے اور دماغ میں ہر طرف سے مستقل طور پر بمباری کی جانے والی معلومات ہیں جو نفسانی جوشوں کو ابھارنے اور خرچ کرنے پر مجبور کرنے کے لئے لگاتار اشتہارات اور دیگر خبروں اور فلموں سے انسانی ذہن کو مفلوج بنا کر رکھتی ہیں۔

تبھی ہم اپنی خود غرضانہ ترجیحات کو اکثر مصروفیت کا نام دے کر با آسانی خود کو بری الذمہ سمجھ لیتے ہیں جب کہ ہمارے پاس توجہ اور وقت اپنی ترجیحات اور ان کے لئے جو اپنے ہوتے ہیں، ہمیشہ ہوتا ہے۔ اپنے وہ ہوتے ہیں جن کے لئے نہ صرف ہم وقت نکال لیتے ہیں بلکہ وقت ایجاد بھی کر لیتے ہیں پھر وہ چاہے لوگ ہوں، کام یا پھر کوئی مشغلہ، وہی ہماری توجہ کا مرکز اور وقت کا بہترین مصرف ہوتا ہے۔ ہمارا اپنا دراصل وہ ہوتا ہے جس کا ایمان، یقین، شوق اور ترجیحات اگر بالکل ہماری طرح نہیں تو کم از کم ہمارے جیسی ضرور ہوتی ہے اور اس میں کسی کا رشتے دار ہونے یا نہ ہونے کی بھی کوئی شرط نہیں ہوتی۔

انہی ترجیحات کو فطرت سلیم کے مطابق ڈھالنا ہی دراصل ہمارا امتحان ہے اور اپنے نفسانی جوشوں اور وقتی شوقوں کو ترک کرتے رہنا ضروری ہے۔

اس لئے کام وہ کرنا چاہئے جسے بہتر اور اچھے طریقے سے کر سکتے ہو اور دوسروں کے کام آنے والی چیز بھی ہو۔ اسی میں مستقل مزاجی اور مداومت اختیار کرنا بہت ضروری ہے یہی ہمارے خالق کی ہم سے اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے امید بھی ہے اور ہدایت بھی کہ جو کام بھی کرو مداومت سے کرو کبھی کبھار کی نیکی اور عبادت بھی کسی کام کی نہیں چاہے کتنا بھی دل لگا کر کرو اگر کبھی کبھار ہی کرنی ہے تو بے فائدہ ہی رہے گی۔ فطرت سلیم کو قائم رکھو اور شخصیت کا روشن پہلو نمایاں کر کے رکھو، مزید نکھار پیدا کرتے رہو اور ماحول کا اثر نہ ہونے دو۔ اس کی خاطر چاہے ماحول ترک کرنا پڑے، لوگ چاہے جتنے بھی قریبی کیوں نہ ہوں، اگر ان کے ساتھ شخصیت کا تاریک پہلو ہی اجاگر ہوتا ہے تو ان سے علیحدہ ہو جانا ہی بہتر ہے صرف شکایت برائے شکایت کوئی چیز نہیں، صرف خبر رسانی کرتے رہنا، برائی کی تشہیر کرنا اور کچھ نہ کرنا تو ناشکری کے ساتھ ساتھ خود کو آسان ہدف یا ایک تختہ مشق ظاہر کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ یا تو صورت حال کو بدلنا چاہیے، یا پھر کنارہ کشی اختیار کر لینی ہوگی اور اگر دونوں کام ممکن نہیں تو پھر صبر اور دعا کے ساتھ فی الحال خاموش رہ کر حالات سے سمجھوتہ بہتر ہے۔ اپنے ارد گرد اور روابط میں مثبت اور اچھی فطرت کے لوگ تلاش کر کے ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا بہت ضروری ہے جن کو اپنے اچھے کاموں میں مداومت حاصل ہو، صرف نیک بنے ہوئے نہ ہوں واقعی نیک ہوں۔ جو واقعی اشرف المخلوقات ہوں ایسے انسان مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور اسی لئے میں بھی کہتا ہوں کہ اکثر لوگ ضروری کاموں سے وقت نکال کر کبھی کبھی جی اٹھتے ہیں اور جو دراصل انسان ہیں وہ زندگی سے وقت نکال کر ضروری کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بقیہ: جماعت احمدیہ یونان کا تیسرا جلسہ سالانہ...... از صفحہ 11

ٹوٹل حاضری 78 رہی۔

آخر پر دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ یونان کو بہت زیادہ ترقی عطا فرمائے اور یہاں کے مقامی لوگوں کے سینے احمدیت کے نور سے منور فرمائے اور جو اس جلسہ میں شامل ہوئے ان سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے جو حضور علیہ السلام نے شاملین جلسہ سالانہ کے لئے کیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے شاملین جلسہ کے حق میں خود یہ دعا فرمائی ہے کہ: ”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو“

(اشتہار 7 دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

رپورٹ: ارشد محمود۔ نمائندہ الفضل آن لائن یونان

جماعت احمدیہ یونان کا تیسرا جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ یونان کو مورخہ 11 اور 12 جون بروز ہفتہ اور اتوار 2022ء ایتھنز میں تیسرے جلسہ سالانہ کا انعقاد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

یونان میں بعض دیگر ممالک کی طرح کرونا وباء کی وجہ سے دو سال جلسہ منعقد نہیں کیا جا سکا۔ دوسرا جلسہ سالانہ 2019ء میں منعقد کیا گیا تھا اس کے بعد اب تیسرا جلسہ سالانہ 2022ء میں منعقد ہوا ہے۔

پروگرام پہلا دن بروز ہفتہ 11/ جون 2022ء

نماز فجر وتلاوت قرآن کریم کا وقت 04:45 مقرر کیا گیا۔ ناشتہ صبح 08:30 تا 09:15 کا وقت رکھا گیا۔ جلسہ کے لئے ایتھنز جو کہ یونان کا دارالحکومت ہے اور احمدی بھائیوں کی اکثریت بھی ایتھنز میں ہی مقیم ہے اسی طرح مشن ہاؤس بھی ایتھنز میں ہی ہے کے ایک ہوٹل جس کا نام The Stanely ہے کا حال جلسہ کے لئے بک کروایا گیا تھا جہاں پر جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے لجنہ کے لئے بھی باپردہ انتظام تھا۔ مشن ہاؤس سے ہوٹل جہاں پر جلسہ کا انتظام تھا احباب جماعت کی سہولت کے لئے ٹرانسپورٹ کے لئے ایک بس کرائے پر لی گئی تھی۔ صبح ناشتہ کے لئے احباب مشن ہاؤس میں تشریف لاتے جس کے بعد 09:30 بجے بس جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہو جاتی۔

افتتاحی اجلاس

تیسرے جلسہ سالانہ یونان کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی صبح 10:35 بجے شروع ہوئی حسب روایت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم مبارک احمد بشیر صاحب نے سورہ النور کی آیت نمبر 36 کی تلاوت کی اور گریک زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ اردو ترجمہ مکرم محمد عمران صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ نظم: ”حمد و ثناء اسی کو“ مکرم خرم مبارک احمد صاحب نے خوش الحانی سے پیش کی۔ افتتاحی خطاب جو کہ انگریزی میں تھا مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ جماعت احمدیہ یونان نے ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق رسولؐ“ کے موضوع پر کیا۔ جماعت احمدیہ یونان کی خوش قسمتی ہے کہ پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ کے لئے تحریری پیغام بھجوایا جو محترم مربی صاحب نے افتتاحی تقریر کے موقع پر پڑھ کر سنایا۔ افتتاحی اجلاس کے اختتام پر اجتماعی دعا ہوئی جو کہ محترم مربی صاحب نے کروائی۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس دوپہر 12:00 بجے زیر صدارت مکرم مشتاق احمد صاحب، افسر جلسہ گاہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم سورہ البقرہ کی پہلی پانچ آیات اور اردو ترجمہ مکرم ناصر احمد صاحب اور انگریزی ترجمہ مکرم ذیشان ندیم صاحب نے پیش کیا۔ پہلی تقریر مکرم عرفان لطیف صاحب، نیشنل سیکرٹری مال نے اردو زبان میں کی جس کا عنوان تھا۔ ”مالی قربانی کی اہمیت و برکات“۔ دوسری تقریر یونانی زبان میں ہوئی جو کہ مکرم مبارک احمد بشیر صاحب نے بعنوان ”غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک“ پیش فرمائی۔ اس کے بعد نماز وطعام کے لئے وقفہ ہوا۔ نمازیں حال میں ہی ادا کی گئیں۔ کھانے کا انتظام مشن ہاؤس میں تھا جہاں بس کے ذریعہ احباب جماعت تشریف لے گئے اور کھانے کے بعد ساڑھے تین بجے حال کے لئے واپس روانہ ہوئے۔ مردوں کے پروگرام کے وقفہ کے دوران دوپہر 2:00 تا 4.00 بجے تک لجنہ اماء اللہ یونان کا علیحدہ پروگرام تھا۔ لجنہ کے لئے ان کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوٹل میں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

تیسرا اجلاس

تیسرے اجلاس کی کارروائی 4:15 بجے شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم سورہ اخلاص اور اس کا اردو ترجمہ مکرم خرم مبارک احمد صاحب نے پیش کیا۔ انگریزی ترجمہ مکرم شمس الدین ادریس صاحب نے پیش کیا۔ تیسرے اجلاس کی پہلی تقریر اردو زبان میں بعنوان ”صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اطاعت خلافت“ ہوئی جس کے مقرر مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب، قائد مال مجلس انصار اللہ یونان تھے۔ دوسری تقریر یونانی زبان میں ہوئی جس کا عنوان تھا ”صداقت اسلام از روئے بائبل“ جو کہ مکرم عطاء النصیر صاحب مربی سلسلہ و نیشنل صدر جماعت احمدیہ یونان نے پیش فرمائی۔ یہ اجلاس شام چھ بجے اختتام کو پہنچا جس کے بعد طعام اور نماز مغرب وعشاء کے ساتھ پہلے دن کی کارروائی اپنے اختتام کو پہنچی۔

پروگرام دوسرا دن

بروز اتوار 12/ جون 2022ء

دوسرے دن، تیسرے جلسہ سالانہ یونان کا اختتامی اجلاس دوپہر 12:00 بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ سورۃ النور آیت 56 اور 57 کی تلاوت بمعہ اردو ترجمہ مکرم عمران احمد گجر صاحب نے کی اور انگریزی ترجمہ مکرم شمس الدین ادریس صاحب نے پیش کیا۔ اردو نظم ”وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا“ مکرم خرم مبارک احمد صاحب نے خوش الحانی سے پیش کی۔ اس پروگرام کی پہلی تقریر انگریزی زبان میں ہوئی جو کہ مکرم ذیشان ندیم صاحب، جنرل سیکرٹری جماعت شمالی یونان نے ”قیام خلافت اور بشارات رحمانیہ“ کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر اردو زبان میں ہوئی جو مکرم عبدالقدوس صاحب صدر مجلس انصار اللہ یونان نے ”ذکر الٰہی کے طریق“ کے موضوع پر کی۔ تیسری اور اختتامی تقریر مکرم عطاء النصیر صاحب نیشنل صدر و مربی سلسلہ یونان نے خلافت احمدیہ کے ساتھ تعلق کے موضوع پر اردو زبان میں کی۔

اختتامی دعا

اختتامی دعا سے قبل محترم مربی صاحب نے پیارے آقا کا پیغام دوسری مرتبہ پڑھ کر سنایا تا کہ احباب کو ذہن نشین ہو جائے۔ دوپہر 2:15 پر اختتامی اجتماعی دعا سے جلسہ کا اختتام ہوا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

امام جماعت احمدیہ

اسلام آباد (یوکے):
T-5299-21A
06-04-2022

پیارے احباب جماعت احمدیہ یونان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یونان کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے آپ کی دینی اور روحانی اصلاح کا باعث بنائے۔ جلسوں کے انعقاد کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ جلسوں میں شامل ہونے والے اپنے اندر پاک اور نیک تبدیلیاں پیدا کریں۔ ان کے دلوں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ وہ دنیا کی چاہتوں اور لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے بن جائیں۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں؛

”اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ بار بار کی ملاقاتوں سے ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔“ (شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد ۶ ص ۳۹۴)

پس یہ جلسے اس لیے منعقد کیے جاتے ہیں تا کہ بار بار ہمیں اس بات کی یاددہانی ہوتی رہے کہ ہماری بیعت کا مقصد کیا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ دنیا کی محبت بالکل نکل جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس پر غالب آ جائے۔ اس کے لیے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور جب ہم نے عہدِ بیعت کیا ہے تو یہ جدوجہد کرنی چاہیے اور کرنی پڑے گی۔ ہمیں اپنے دنیاوی کاروبار اپنی عبادتوں کے لیے قربان کرنے پڑیں گے۔ دنیاوی مصروفیات اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے لیے قربان کرنے پڑیں گی۔

پھر جلسہ کا ایک عظیم مقصد اعلائے کلمہ اسلام و اشاعت دین کے لئے مشورہ ہے۔ تو اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچانا بھی ایک احمدی مومن کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو ان ملکوں میں تبلیغ کی آزادی ہے۔ اس لئے

5299-21-69279

ہر احمدی کو تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ جو ایمان کی دولت آپ کو نصیب ہوئی ہے اس کو دوسروں تک پہنچائیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تم دو باتوں کا خیال رکھو۔ پہلی بات یہ کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسری بات یہ کہ اس کی یعنی اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 323۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج دنیا خدا تعالیٰ کے وجود کو ماننے سے انکاری ہے اور ہر سال کافی بڑی تعداد میں لوگ خدا کے وجود سے انکاری ہوتے چلے جا رہے ہیں اور مذہب کو چھوڑتے چلے جا رہے ہیں، عیسائیت میں بھی اور دوسرے مذاہب میں بھی بلکہ بعض دفعہ مسلمانوں میں بھی۔ پس جو یہ لوگ انکاری ہو رہے ہیں تو ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی محبت ہم اپنے دلوں میں پیدا کر کے دنیا کو بھی خدا تعالیٰ کے وجود کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ تب ہی ہم اس جلسے کے مقصد کو بھی پورا کرنے والے ہوں گے اور تب ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کے حق کو بھی ادا کرنے والے ہوں گے۔ صرف اپنے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول کی محبت پیدا کرنا ہی کافی نہیں ہے، اتنا ہی کام نہیں ہمارا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کام ہے ہمارا بلکہ اپنی اولادوں اور اپنی نسلوں کے دلوں میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسولؐ کی محبت پیدا کرنے کے لیے ہمیں بھرپور کوشش کرنی ہو گی اور دنیا کو بھی خدا تعالیٰ کے وجود کی حقیقت سے آگاہ کرنا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر، آپؑ کے مشن کو اور آپؑ کے مقصد کو آگے بڑھانا ہماری بھی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو دائمی ہے اور اس کے ذریعہ ہماری روحانی ترقی کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے ساتھ اخلاص اور وفا میں بڑھتے ہوئے اپنی روحانی ترقیات کے سامان کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان نصائح پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

5299-21-69279

حضور انور کے محبت اور دعاؤں بھرے پیغام کی کاپیاں

پیارے آقا کی طرف سے جو محبت اور دعاؤں بھرا جماعت احمدیہ یونان کے لئے پیغام موصول ہوا تھا اس کی کاپیاں کر کے سب احباب میں تقسیم کی گئیں۔

حاضری

جلسہ میں شامل ہونے والے احباب یونان کے مختلف شہروں سے تشریف لائے جن میں ایتھنز، تھیسالونیکی، کاترینی، خلقیدہ، تھیوا وغیرہ شامل ہیں۔ مسجد میں حاضر خواتین وحضرات کی تعداد 38 رہی جبکہ آن لائن شامل ہونے والوں کی تعداد 40 تھی اس طرح بقیہ صفحہ 10 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: مسعود احمد طاہر۔ نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

رپورٹ جلسہ یوم خلافت مانسا کونکو، گیمبیا

جماعت احمدیہ مسلمہ گیمبیا کے ایک ریجن لوئر ریور ریجن کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 15 جون 2022 کو بعد نماز عصر جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلك

چونکہ جلسہ سالانہ گیمبیا 27 مئی تا 29 مئی 2022 کو منعقد ہوا تھا۔ اس لئے جلسہ یوم خلافت 27 مئی کو منعقد نہ ہوسکا۔ لہٰذا یہ جلسہ 15 جون کو کیا گیا۔

تیاری و اطلاع: جلسہ کی تیاری کئی روز قبل ہی شروع ہوگئی تھی۔ اسی طرح احباب جماعت کو بروقت اطلاع بھی کردی گئی اور بار بار یاددہانی بھی کروائی جاتی رہی۔

پروگرام: جلسہ یوم خلافت جماعتی سکول طاہر احمدیہ مسلم سینئیر سیکنڈری سکول مانسا کونکو میں کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم ومحترم بابا یف تراولے امیر جماعت گیمبیا نے کی۔ مکرم سید سہیل احمد نے سورہ نور کی آیات 55 تا 58 کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش کیا۔ مکرم عبداللہ انجائی لوکل معلم سلسلہ نے خلافت کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی خلافت کے دوبارہ قیام کی پیشگوئی پر حامل عظیم الشان حدیث پیش کی۔ پھر خاکسار مسعود احمد طاہر مبلغ سلسلہ ایریا مشنری نے عہد خلافت دہرایا۔ اس کے بعد ایک لوکل معلم سلسلہ مکرم داؤد ایس کے چام نے خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم محمود احمد طاہر نائب امیر ومشنری انچارج گیمبیا نے اطاعت خلافت کے موضوع پر بہت ایمان افروز تقریر کی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب گیمبیا نے اختتامی دعا کروائی۔

نمائش: جلسہ کے موقع پر ایک نمائش کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ جس میں خلافت احمدیہ کی برکات، تاریخ، جماعت کی خدمت قرآن، خدمت

انسانیت، گیمبیا میں جماعت کی آمد اور جماعتی ترقیات کو تصویری اور لٹریچر کی صورت میں اجاگر کیا گیا۔ قرآن کریم کے لوکل زبانوں میں تراجم کی کاپیاں بھی نمائش میں رکھی گئیں۔ یہ نمائش بہت پرکشش تھی، جس کو احباب نے بہت سراہا۔ مکرم امیر صاحب نے نمائش دیکھنے کے بعد اس کی تعریف کی اور مزید بہتری کے لئے نصائح بھی فرمائیں۔

حاضری: اس جلسہ کو ایم-ٹی-اے گیمبیا نے ریکارڈ کیا۔ ان دنوں جماعت کی نیشنل تربیتی کلاس بھی جاری تھی، اس لئے اس کلاس کے حاضرین نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ یوں یہ جلسہ ریجنل جلسہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک لحاظ سے نیشنل جلسہ بھی بن گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہمیشہ خلافت احمدیہ سے جُڑے رہنے اور خلافت کے مطیع وفرمانبرداع بنے رہنے کی توفیق عطاء فرماتا چلا جائے۔ آمین

ایک سبق آموز بات

مایوسی

مایوسی چلتی ہوئی وہ تیز آندھی ہے جو امیدوں کے سب چراغ بجھا دیتی ہے۔ انسان سے شعور و آگہی چھین کر اسے ذہنی مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر بھروسہ رکھیں۔ وہ وہاں سے سبب مہیا کرتا ہے جو انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں کہ غم کی رات چاہے کتنی بھی لمبی ہو اس کے مقدر میں سحر ہونا لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اپنا تعلق مضبوط رکھیں اور مایوسی کو کبھی قریب نہ آنے دیں۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع وغروب آفتاب

21/جولائی2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:24	19:04
مدینہ منورہ	04:17	19:11
قادیان	04:01	19:33
ربوہ	03:42	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:43	21:06

فقہی کارنر

ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے

کسی نے پوچھا کہ بعض آدمی غلہ کی تجارت کرتے ہیں اور خرید کر اُسے رکھ چھوڑتے ہیں جب مہنگا ہو جاوے تو اسے بیچتے ہیں کیا ایسی تجارت جائز ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

اس کو مکر سمجھا گیا ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ میرے نزدیک شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے۔ ایک آن کی بدنیتی بھی جائز نہیں اور یہ ایک قسم کی بدنیتی ہے۔ ہماری غرض یہ ہے کہ بدنیتی دور ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بابت لکھا ہے کہ آپ ایک مرتبہ بہت ہی تھوڑی سی نجاست جو اُن کے کپڑے پر تھی دھو رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے اس قدر کے لئے توفتویٰ نہیں دیا۔ اس پر آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ آن فتویٰ است واین تقویٰ۔ پس انسان کو دقائق تقویٰ کی رعایت رکھنی چاہئے، سلامتی اسی میں ہے۔ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ کرے تو پھر ایک دن وہی چھوٹی چھوٹی باتیں کبائر کا مرکب بنادیں گی اور طبیعت میں کسل اور لاپروائی پیدا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔ تم اپنے زیر نظر تقویٰ کے اعلیٰ مدارج کو حاصل کرنا رکھو اور اس کے لئے دقائق تقویٰ کی رعایت ضروری ہے۔

(الحکم 10 نومبر 1905ء صفحہ 5)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)